

اول ایڈیشن: ذوالقعدہ 1441ھ / جولائی 2020

قربانی کے حکم، شرائط اور نصاب سے متعلق تفصیلی احکام پر مشتمل ایک عام فہم رسالہ

# قربانی کس پر واجب ہے؟

مبین الرحمن

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی  
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

## پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی اور توفیق سے رواں سال یکم ذوالقعدہ 1441ھ سے بندہ نے اپنے ”سلسلہ اصلاحِ اغلاط“ کے تحت قربانی کے فضائل و احکام کا قسط وار سلسلہ شروع کیا، جس کے ضمن میں قربانی کے وجوب، نصاب اور شرائط سے متعلق تفصیلی طور پر متعدد قسطیں تحریر کی گئیں، اب انھی اقساط کو یکجا کر کے شائع کیا جا رہا ہے تاکہ استفادہ کرنے میں سہولت رہے۔

اہل علم سے درخواست ہے کہ اس تحریر میں کسی قسم کی کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں، بندہ ممنون رہے گا۔ جزاکم اللہ خیراً

اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرما کر بندہ کے لیے، بندہ کے والدین، اہل و عیال، خاندان، اساتذہ کرام، حضرات اکابر، احباب اور پوری امتِ مسلمہ کے لیے صدقہ جاریہ اور ذخیرہٴ آخرت بنائے۔

بندہ مبین الرحمن

محلہ بلاں مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

ذوالقعدہ 1441ھ / جولائی 2020

03362579499

## اجمالی فہرست

- قربانی کا حکم مع قربانی نہ کرنے پر وعید.....4
- قربانی واجب ہونے کی شرائط اور نصاب.....8
- اموالِ قربانی سے متعلق وضاحتیں اور تفصیلات.....18
- قربانی کے نصاب میں قرض اور واجب الاداء رقوم سے متعلق احکام.....28
- قربانی میں ذاتی ملکیت کی حقیقت اور اہمیت.....32
- کیا گھر کے سربراہ کی ذاتی قربانی اس کے اہل و عیال کی طرف سے کافی ہے؟.....39

# قربانی کا حکم

مع قربانی نہ کرنے پر وعید

قربانی کس پر واجب ہے؟

## قربانی کا حکم:

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک قربانی واجب ہے اور یہی راجح قول ہے، جبکہ دیگر متعدد ائمہ کرام کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔ اس کی مزید تفصیل آگے ذکر ہوگی ان شاء اللہ۔

### • البحر الرائق میں ہے:

قال رَحِمَهُ اللهُ: (تَجِبُ عَلَى حُرِّ مُسْلِمٍ مُوسِرٍ مُقِيمٍ عَلَى نَفْسِهِ لَا عَنْ طِفْلِهِ شَاءً أَوْ سُبُعٍ بَدَنَةً فَجَرَ يَوْمَ النَّحْرِ إِلَى آخِرِ أَيَّامِهِ) يَعْنِي صِفَتَهَا أَنهَا وَاجِبَةٌ، وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ: أَنَّهَا سُنَّةٌ، وَذَكَرَ الطَّحَاوِيُّ أَنَّهَا سُنَّةٌ عَلَى قَوْلِ أَبِي يُوسُفَ وَ مُحَمَّدٍ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، لَمْ يَقُولْهُ ﷺ: إِذَا رَأَيْتُمْ هَلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضْحِيَ فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَجَمَاعَةٌ أُخْرَى، وَالتَّعْلِيْقُ بِالْإِرَادَةِ يُنَافِي الْوُجُوبَ، وَلِأَنَّهَا لَوْ كَانَتْ وَاجِبَةً عَلَى الْمُقِيمِ لَوَجَبَتْ عَلَى الْمُسَافِرِ كَالزَّكَاةِ وَصَدَقَةِ الْفِطْرِ؛ لِأَنَّهُمَا لَا يَخْتَلِفَانِ بِالْعِبَادَةِ الْمَالِيَّةِ. وَدَلِيلُ الْوُجُوبِ قَوْلُهُ ﷺ: مَنْ وَجَدَ سَعَةً وَلَمْ يُضَحَّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ، وَمِثْلُ هَذَا الْوَعِيدِ لَا يَلْحَقُ بِتَرْكِ غَيْرِ الْوَاجِبِ، وَلِأَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَمَرَ بِإِعَادَتِهَا مِنْ قَوْلِهِ: مَنْ ضَحَّى قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ الْأُضْحِيَّةَ. وَإِنَّمَا لَا تَجِبُ عَلَى الْمُسَافِرِ؛ لِأَنَّ آدَاءَهَا مُحْتَضٌ بِأَسْبَابٍ تَشْتَقُّ عَلَى الْمُسَافِرِ وَتَفُوتُ بِمُضِيِّ الْوَقْتِ فَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ شَيْءٌ لِدَفْعِ الْحَرْجِ عَنْهُ كَالْجُمُعَةِ، بِخِلَافِ الزَّكَاةِ وَصَدَقَةِ الْفِطْرِ؛ لِأَنَّهُمَا لَا يَفُوتَانِ بِمُضِيِّ الزَّمَانِ فَلَا يَخْرُجُ.

### فائدہ برائے اہل علم:

ضمن میں یہ علمی نکتہ بھی اہل علم کے لیے مفید ہوگا کہ حنفیہ کے نزدیک قربانی کا وجوب صدقۃ الفطر اور سجدہ تلاوت سمیت دیگر واجبات کے مقابلے میں اخف ہے۔

### • البحر الرائق میں ہے:

قال الْقُدُورِيُّ: الْوَاجِبُ عَلَى مَرَاتِبَ بَعْضُهَا آكَدُ مِنْ بَعْضٍ، وَوُجُوبُ سَجْدَةِ التَّلَاوَةِ آكَدُ مِنْ وَجُوبِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ، وَصَدَقَةُ الْفِطْرِ وَجُوبُهَا آكَدُ مِنْ وَجُوبِ الْأُضْحِيَّةِ. (كتاب الأضحية)

استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرنے پر وعید:

سنن ابن ماجہ میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”جس کے پاس وسعت ہو اور وہ اس کے باوجود بھی قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب بھی نہ آئے۔“ (حدیث: 3123)

اس حدیث سے متعدد امور معلوم ہوتے ہیں:

1- مذکورہ حدیث شریف میں صاحبِ نصاب ہونے کے باوجود قربانی نہ کرنے پر وعید بیان ہونے سے قربانی کی اہمیت اور تاکید معلوم ہو جاتی ہے۔

2- صاحبِ نصاب ہونے کے باوجود قربانی نہ کرنے پر وعید سے قربانی کے واجب ہونے کی طرف بھی اشارہ ہو جاتا ہے کیوں کہ یہ وعید واجب جیسے احکام ترک کرنے پر ہی وارد ہو سکتی ہے۔ (البحر الرائق)

3- البتہ یہ واضح رہے کہ اس حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ جو صاحبِ نصاب شخص قربانی نہ کرے تو وہ عید کی نماز پڑھنے بھی نہ آئے یا اس کی نماز عید ادا نہیں ہوتی، کیوں کہ نماز عید کی درستی اور ادائیگی قربانی کرنے پر موقوف نہیں، بلکہ عید کی نماز ایسے شخص کے ذمے بھی واجب ہے، درحقیقت اس حدیث سے مقصود زجر و تنبیہ اور اظہارِ ناراضگی ہے کہ استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرنے والا شخص اس جرم کی پاداش میں اس قابل ہے ہی نہیں کہ وہ خیر، برکتوں اور رحمتوں پر مشتمل نماز عید کے عظیم مبارک اجتماع میں حاضر ہو!

نہ جانے کتنے لوگ ایسے ہوں گے جو صاحبِ استطاعت ہونے کے باوجود بھی لاعلمی کی وجہ سے یا پھر جان بوجھ کر قربانی نہیں کرتے، اور طرح طرح کے بہانے بناتے ہیں۔ حیرت ہے ان لوگوں پر جو اپنی شادی بیاہ اور خوشی کی تقریبات میں تو لاکھوں روپے بے دریغ خرچ کرتے ہیں حتیٰ کہ ایسے امور کے لیے قرض لے کر اس کا بوجھ بھی برداشت کرتے ہیں لیکن جب قربانی کی باری آتی ہے تو طرح طرح کے حیلے بہانے اور عذر پیش کرنے لگتے ہیں! یقیناً اللہ خوب جاننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے! وہ خوب جانتا ہے کہ کونسا عذر قبول ہے اور کونسا نہیں! ہمیں غور کرنا چاہیے کہ کیا آخرت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ عذر اور بہانے پیش کیے جانے کے

قربانی کس پر واجب ہے؟

قابل ہیں؟؟ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے اور ہمیں قربانی کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم خوشی خوشی قربانی کی عبادت سرانجام دے سکیں اور قربانی ترک کرنے کی اس سنگین وعید کے حق دار نہ بنیں۔

4۔ اسی طرح اس حدیث میں ”وسعت“ کی قید سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ قربانی ہر ایک پر واجب نہیں بلکہ وسعت اور استطاعت والے شخص ہی پر واجب ہے، اور صاحب وسعت سے مراد صاحب نصاب ہونا ہے۔ قربانی کے نصاب کی تفصیل آگے مستقل عنوان کے تحت آرہی ہے ان شاء اللہ۔

• سنن ابن ماجہ میں ہے:

3123- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ وَلَمْ يُضَحَّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّاتَنَا».

• وفي حاشية السندي على سنن ابن ماجه:

قوله: «فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّاتَنَا» لَيْسَ الْمُرَادُ أَنَّ صِحَّةَ الصَّلَاةِ تَتَوَقَّفُ عَلَى الْأُضْحِيَّةِ، بَلْ هُوَ عُقُوبَةٌ لَهُ بِالطَّرْدِ عَنِ مَجَالِسِ الْأَخْيَارِ، وَهَذَا يُفِيدُ الْوُجُوبَ، وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ.

# قربانی

## واجب ہونے کی شرائط اور نصاب

### فہرست:

- قربانی واجب ہونے کی شرائط
- قربانی صرف صاحبِ نصاب پر واجب ہے!
- قربانی واجب ہونے کا اجمالی نصاب
- زکوٰۃ، صدقۃ الفطر اور قربانی کے نصاب سے متعلق بعض غلط فہمیوں کا ازالہ
- قربانی کا تفصیلی نصاب
- قربانی واجب ہونے کے لیے کس وقت صاحبِ نصاب ہونا ضروری ہے؟



قربانی کس پر واجب ہے؟

## قربانی واجب ہونے کی شرائط:

یہ بات واضح رہے کہ شریعت نے قربانی کی عبادت ہر مسلمان پر واجب قرار نہیں دی ہے، بلکہ اس کے لیے کچھ مخصوص شرائط رکھے ہیں، ان شرائط کے پائے جانے کے بعد ہی قربانی واجب ہوتی ہے۔ ذیل میں یہ شرائط ذکر کی جاتی ہیں:

### 1- مسلمان ہونا:

قربانی واجب ہونے کے لیے صاحبِ ایمان ہونا ضروری ہے کیوں کہ یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ ایمان نہ ہونے کی وجہ سے غیر مسلم کی قربانی قبول ہی نہیں ہوتی، اس لیے کہ اعمال کی قبولیت کی شرائط میں سے بنیادی شرط ایمان ہے۔

### 2- بالغ ہونا:

قربانی واجب ہونے کے لیے بالغ ہونا ضروری ہے کہ صرف بالغ ہی پر قربانی واجب ہوتی ہے، اس لیے نابالغ پر قربانی واجب نہیں اگرچہ اس کی ملکیت میں نصاب کے بقدر مال موجود ہو، اور یہی بات راجح اور مفتی بہ ہے۔ اگرچہ بعض مشائخ کرام کے نزدیک اگر نابالغ صاحبِ نصاب ہو تو اس پر بھی قربانی واجب ہے، لیکن یہ قول راجح نہیں ہے۔

### 3- عاقل ہونا:

قربانی واجب ہونے کے لیے عاقل ہونا ضروری ہے کیوں کہ مجنون پر قربانی واجب نہیں اگرچہ وہ صاحبِ نصاب ہو۔

### 4- مقیم ہونا:

قربانی واجب ہونے کے لیے مقیم ہونا ضروری ہے کیوں کہ مسافر پر قربانی واجب نہیں اگرچہ وہ صاحبِ نصاب ہو۔

قربانی کس پر واجب ہے؟

## وضاحت:

شرعی اعتبار سے مسافر سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے مقام سے 48 میل (یعنی 77.25 کلو میٹر) یا اس سے زیادہ مسافت کے سفر پر ہو اور کسی جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ مدت رہنے کی نیت نہ کی ہو۔ اس کی مزید تفصیل کا یہ موقع نہیں، اس کے لیے متعلقہ کتب کی طرف رجوع کر لیا جائے۔

## مسئلہ:

اگر کوئی مسافر قربانی کے تین دنوں میں مقیم ہو گیا اور وہ صاحبِ نصاب بھی تھا تو اس پر قربانی واجب ہوگی، اسی طرح اگر کوئی صاحبِ نصاب مقیم شخص قربانی ہی کے ایام میں مسافر ہو جائے تو اس کے ذمہ قربانی واجب نہیں رہی، اگر ایسی صورت حال میں وہ جانور خرید کر لایا تھا تو اس کے لیے وہ جانور فروخت کر کے اس کی رقم اپنے استعمال میں لانا درست ہے۔

## 5- صاحبِ نصاب ہونا:

قربانی واجب ہونے کے لیے صاحبِ نصاب ہونا ضروری ہے کیوں کہ جو شخص صاحبِ نصاب نہ ہو اس پر قربانی واجب نہیں۔

## خلاصہ:

قربانی ہر اُس مسلمان پر واجب ہے جو عاقل، بالغ، مقیم اور صاحبِ نصاب ہو چاہے مرد ہو یا عورت۔  
(ردالمحتار، فتاویٰ عالمگیری، مبسوط السرخسی، جواہر الفقہ، فتاویٰ محمودیہ)

## مسئلہ:

اگر مسافر اور غیر صاحبِ نصاب شخص بخوشی نفلی قربانی کرنا چاہیں تو بھی درست ہے۔ (ردالمحتار)

• الدر المختار میں ہے:

وَشَرَعًا: (ذَبْحُ حَيَوَانٍ مَّخْصُوصٍ بِنِيَّةِ الْقُرْبَةِ فِي وَقْتٍ مَّخْصُوصٍ. وَشَرَائِطُهَا: الْإِسْلَامُ وَالْإِقَامَةُ وَالْيَسَارُ الَّذِي يَتَعَلَّقُ بِهِ) وَجُوبُ (صَدَقَةِ الْفِطْرِ) كَمَا مَرَّ (لَا الذُّكُورَةَ فَتَجِبُ عَلَى الْأُنْثَى)

قربانی کس پر واجب ہے؟

خَانِيَّةٌ .... (فَتَجِبُ) التَّضْحِيَّةُ: أَيِ إِرَاقَةُ الدَّمِ مِنَ النَّعَمِ عَمَلًا لَا اعْتِقَادًا بِقُدْرَةِ مُمَكِّنَةٍ .... (عَلَى حُرِّ مُسْلِمٍ مُقِيمٍ) بِمِصْرٍ أَوْ قَرْيَةٍ أَوْ بَادِيَةٍ، «عَيْنِي»، فَلَا تَجِبُ عَلَى حَاجِّ مُسَافِرٍ، فَأَمَّا أَهْلُ مَكَّةَ فَتَلَزَمُ لَهُمْ وَإِنْ حَجُّوا، وَقِيلَ: لَا تَلَزُمُ الْمُحْرِمُ، «سِرَاجٌ»، (مُوسِرٌ) يَسَارَ الْفِطْرَةَ (عَنْ نَفْسِهِ، لَا عَنْ طِفْلِهِ) عَلَى الظَّاهِرِ، بِخِلَافِ الْفِطْرَةَ (شَاةً) بِالرَّفْعِ بَدَلٌ مِنْ ضَمِيرِ تَجِبُ أَوْ فَاعِلِهِ (أَوْ سُبْعُ بَدَنَةٍ) هِيَ الْإِبِلُ وَالْبَقَرُ، سُمِّيَتْ بِهِ؛ لِضَخَامَتِهَا، وَلَوْ لِأَحَدِهِمْ أَقْلٌ مِنْ سُبْعٍ لَمْ يُجْزَ عَنْ أَحَدٍ، وَتُجْزَى عَمَّا دُونَ سَبْعَةٍ بِالْأُولَى (فَجَرَ) نُصِبَ عَلَى الظَّرْفِيَّةِ (يَوْمَ التَّحْرِ إِلَى آخِرِ أَيَّامِهِ) وَهِيَ ثَلَاثَةٌ أَفْضَلُهَا أَوْلَاهَا. (وَيُضْحَى عَنْ وَلَدِهِ الصَّغِيرِ مِنْ مَالِهِ) صَحَّحَهُ فِي «الْهِدَايَةِ» (وَقِيلَ: لَا) صَحَّحَهُ فِي «الْكَافِي». قَالَ: وَلَيْسَ لِلْأَبِ أَنْ يَفْعَلَهُ مِنْ مَالِ طِفْلِهِ، وَرَجَّحَهُ ابْنُ الشَّحْنَةِ. قُلْتُ: وَهُوَ الْمُعْتَمَدُ لِمَا فِي مَثْنِ مَوَاهِبِ الرَّحْمَنِ مِنْ أَنَّهُ أَصَحُّ مَا يُفْتَى بِهِ.

• ردالمحتار میں ہے:

فَالْمُسَافِرُ لَا تَجِبُ عَلَيْهِ وَإِنْ تَطَوَّعَ بِهَا أَجْزَأَتْهُ عَنْهَا، وَهَذَا إِذَا سَافَرَ قَبْلَ الشَّرَاءِ، فَإِنَّ الْمُشْتَرِيَّ شَاةً لَهَا ثُمَّ سَافَرَ فِي الْمُنْتَقَى أَنَّهُ يَبِيعُهَا وَلَا يُضْحَى بِهَا أَيُّ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ ذَلِكَ، وَكَذَا رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدٍ، وَمِنَ الْمَشَايخِ مَنْ فَصَّلَ فَقَالَ: إِنْ كَانَ مُوسِرًا لَا يَجِبُ عَلَيْهِ وَإِلَّا يَنْبَغِي أَنْ يَجِبَ عَلَيْهِ وَلَا تَسْقُطُ بِسَفَرِهِ، وَإِنْ سَافَرَ بَعْدَ دُخُولِ الْوَقْتِ قَالُوا يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْجَوَابُ كَذَلِكَ اهْطَ عَنْ الْهِنْدِيَّةِ وَمِثْلُهُ فِي الْبَدَائِعِ.

• فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

موسر اشتری شاة للأضحیة فی أول أيام النحر فلم یضح حتی افتقر قبل مضي أيام النحر أو أنفق حتی انتقص النصاب سقطت عنه الأضحیة خ وإن افتقر بعد ما مضت أيام النحر كان علیه أن یتصدق بعینها أو بقیمتها ولا یسقط عنه الأضحیة .... فإن سافر قبل أيام النحر باعها وسقطت عنه الأضحیة بالمسافرة. (فصل فی صفة الأضحیة ووقت وجوبها ومن تجب علیه)

قربانی صرف صاحبِ نصاب پر واجب ہے!

ما قبل میں مذکور آخری شرط نمبر 5 سے یہ بات معلوم ہوئی کہ قربانی ہر شخص پر واجب نہیں، بلکہ اس کے لیے شریعت نے ایک خاص نصاب مقرر فرمایا ہے، جس شخص کے پاس اُس نصاب کے برابر مال ہو اس کو صاحبِ نصاب کہتے ہیں، صرف اسی پر قربانی واجب ہے، اور جو شخص صاحبِ نصاب نہ ہو اس پر قربانی واجب نہیں۔ اس لیے ہر مسلمان کو قربانی کے نصاب سے واقفیت حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ اس پر قربانی واجب ہے یا نہیں، آجکل بہت سے حضرات اس کی فکر نہیں کرتے، یہ قابلِ اصلاح بات ہے۔

قربانی واجب ہونے کا اجمالی نصاب:

- 1- جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے اس پر قربانی بھی واجب ہے۔
- 2- قربانی کا نصاب وہی ہے جو صدقۃ الفطر کا ہے یعنی قربانی میں انھی اموال کا حساب لگایا جاتا ہے جن کا صدقۃ الفطر میں حساب لگایا جاتا ہے، اس لیے جس شخص کے پاس صدقۃ الفطر کا نصاب موجود ہے اس پر قربانی واجب ہے۔ تفصیل آگے ذکر ہوگی ان شاء اللہ۔

• فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

وَأَمَّا شَرَايِطُ الْوُجُوبِ مِنْهَا: الْيَسَارُ وَهُوَ مَا يَتَعَلَّقُ بِهِ وَجُوبُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ دُونَ مَا يَتَعَلَّقُ بِهِ وَجُوبُ الزَّكَاةِ. (كِتَابُ الْأُضْحِيَّةِ: الْبَابُ الْأَوَّلُ)

قربانی کا تفصیلی نصاب بیان کرنے سے پہلے ایک اہم نکتے کی وضاحت ضروری ہے، ملاحظہ فرمائیں:

زکوٰۃ، صدقۃ الفطر اور قربانی کے نصاب سے متعلق بعض غلط فہمیوں کا ازالہ

ہمارے معاشرے میں عمومی طور پر زکوٰۃ، صدقۃ الفطر اور قربانی کے نصاب سے متعلق درج ذیل غلط

فہمیاں رائج ہیں:

- 1- بہت سے لوگ اس غلطی میں مبتلا ہیں کہ جس شخص پر زکوٰۃ فرض نہیں تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، گویا کہ ان

قربانی کس پر واجب ہے؟

کے نزدیک زکوٰۃ کا مستحق ہونے کے لیے صرف اتنی بات کافی ہے کہ اس پر زکوٰۃ فرض نہ ہو۔

2- اسی طرح بہت سے لوگ اس غلط فہمی میں بھی مبتلا ہیں کہ جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے تو صرف اسی پر صدقۃ الفطر اور قربانی واجب ہے، اور جس شخص پر زکوٰۃ فرض نہیں تو اس پر صدقۃ الفطر اور قربانی بھی واجب نہیں۔

یاد رہے کہ یہ واضح غلط فہمیاں ہیں، کیوں کہ نصاب کو دیکھتے ہوئے زکوٰۃ کے معاملے میں مسلمانوں کے

تین طبقات ہیں:

زکوٰۃ کے نصاب کے اعتبار سے مسلمانوں کے تین طبقات:

• پہلا وہ طبقہ جن پر زکوٰۃ فرض ہے۔

• دوسرا وہ طبقہ جن کے لیے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔

• تیسرا وہ طبقہ جن پر زکوٰۃ فرض بھی نہیں اور ان کے لیے زکوٰۃ لینا بھی جائز نہیں۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ زکوٰۃ، صدقۃ الفطر اور قربانی کے نصاب سے متعلق مسلمانوں میں تین طبقے

پائے جاتے ہیں:

**پہلا طبقہ:** جن کے پاس زکوٰۃ کا نصاب موجود ہوتا ہے۔

**حکم:** ان کے ذمے زکوٰۃ بھی فرض ہے، اور اگر صدقۃ الفطر اور قربانی کے ایام میں یہ نصاب موجود ہو تو ان

کے ذمے صدقۃ الفطر اور قربانی بھی واجب ہیں۔

**دوسرا طبقہ:** جن کے پاس زکوٰۃ کا نصاب بھی نہیں ہوتا، اور صدقۃ الفطر اور قربانی کا نصاب بھی

نہیں ہوتا۔

**حکم:** ان کے ذمے زکوٰۃ، صدقۃ الفطر اور قربانی میں سے کوئی حکم بھی لازم نہیں ہوتا، یہی وہ طبقہ ہے جن کو

زکوٰۃ، صدقۃ الفطر اور صدقات واجبہ دینا جائز ہے۔

**تیسرا طبقہ:** جن کے پاس زکوٰۃ کا نصاب تو نہیں ہوتا البتہ صدقۃ الفطر اور قربانی کا نصاب موجود ہوتا ہے۔

قربانی کس پر واجب ہے؟

**حکم:** ان کے ذمے زکوٰۃ تو فرض نہیں البتہ صدقۃ الفطر اور قربانی واجب ہیں، یہ وہ طبقہ ہے کہ ان کے لیے بھی زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔

## قربانی اور زکوٰۃ کے نصاب میں فرق:

قربانی اور زکوٰۃ کے نصاب میں فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ میں تو صرف چار چیزوں یعنی سونا، چاندی، رقم اور سامان تجارت کا اعتبار کیا جاتا ہے، جبکہ قربانی میں ان چار چیزوں کے علاوہ ضرورت سے زائد سامان اور مال کا بھی حساب کیا جاتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ان چار چیزوں کی وجہ سے صاحبِ نصاب بنا ہے تو اس کو زکوٰۃ کا نصاب کہا جاتا ہے، لیکن اگر وہ ضرورت سے زائد سامان کی وجہ سے صاحبِ نصاب بنا ہے تو اس کو قربانی کا نصاب کہا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ قربانی اور صدقۃ الفطر کا نصاب ایک ہی ہے۔

مذکورہ تفصیل سے یہ احکام ثابت ہوتے ہیں:

- 1- جس شخص کے پاس زکوٰۃ کا نصاب موجود ہے تو اس کے ذمے زکوٰۃ بھی فرض ہے اور اس کے ذمے صدقۃ الفطر اور قربانی بھی واجب ہے، اور ایسے شخص کے لیے زکوٰۃ لینا بھی جائز نہیں۔
- 2- جس شخص کے پاس زکوٰۃ کا نصاب تو نہ ہو لیکن صدقۃ الفطر اور قربانی کا نصاب ہو تو اس پر زکوٰۃ تو فرض نہیں البتہ اس کے ذمے صدقۃ الفطر اور قربانی واجب ہے، اور اس کے لیے زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔
- 3- زکوٰۃ صرف اسی شخص کو دینا جائز ہے جس کے پاس زکوٰۃ کا نصاب بھی نہ ہو اور صدقۃ الفطر کا نصاب بھی نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ دیتے وقت صرف یہ دیکھنا کافی نہیں کہ اس پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں، بلکہ زکوٰۃ دیتے وقت یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس کے پاس صدقۃ الفطر اور قربانی جتنا نصاب ہے یا نہیں۔

## خلاصہ:

جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے اس پر تو قربانی واجب ہے ہی لیکن جس شخص کے پاس زکوٰۃ کا نصاب تو نہ ہو البتہ صدقۃ الفطر اور قربانی کا نصاب موجود ہو تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔

امید ہے کہ ان اصولی باتوں سے متعدد غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکے گا۔

• الجوهرة النيرة شرح مختصر القدری میں ہے:

(قَوْلُهُ: وَلَا يَجُوزُ دَفْعُ الزَّكَاةِ إِلَى مَنْ يَمْلِكُ نَصَابًا مِنْ أَيِّ مَالٍ كَانَ) سَوَاءٌ كَانَ النَّصَابُ نَامِيًا أَوْ غَيْرَ نَامٍ، حَتَّى لَوْ كَانَ لَهُ بَيْتٌ لَا يَسْكُنُهُ يُسَاوِي مَائَتِي دِرْهَمٍ لَا يَجُوزُ صَرْفُ الزَّكَاةِ إِلَيْهِ، وَهَذَا النَّصَابُ الْمُعْتَبَرُ فِي وُجُوبِ الْفِطْرَةِ وَالْأُضْحِيَّةِ، قَالَ فِي «الْمَرْغِينَانِي»: إِذَا كَانَ لَهُ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ قِيمَتُهَا أَقْلُ مِنْ مَائَتِي دِرْهَمٍ يَحِلُّ لَهُ الزَّكَاةُ وَتَحِبُّ عَلَيْهِ، وَلِهَذَا يَظْهَرُ أَنَّ الْمُعْتَبَرَ نَصَابُ التَّقْدِ مِنْ أَيِّ مَالٍ كَانَ بَلَغَ نَصَابًا مِنْ جِنْسِهِ أَوْ لَمْ يَبْلُغْ، وَقَوْلُهُ: إِلَى مَنْ يَمْلِكُ نَصَابًا بِشَرْطِ أَنْ يَكُونَ النَّصَابُ فَاضِلًا عَنِ حَوَائِجِهِ الْأَصْلِيَّةِ.

یہ اصولی باتیں اچھی طرح ذہن نشین کر لیجیے تاکہ بعد میں ذکر کیے جانے والے مسائل سمجھنے میں

سہولت رہے۔

قربانی کا تفصیلی نصاب:

بنیادی طور پر قربانی پانچ چیزوں پر واجب ہوتی ہے، جن کو اموالِ قربانی کہا جاتا ہے:

1- سونا۔

2- چاندی۔

3- سامانِ تجارت۔

4- رقم۔

5- ضرورت سے زائد اشیاء اور سامان۔

ان پانچ چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے درج ذیل صورتوں میں قربانی واجب ہوتی ہے:

1- جس شخص کے پاس صرف سونا ہو، باقی چار چیزوں (یعنی چاندی، رقم، مالِ تجارت اور ضرورت سے زائد

سامان) میں سے کچھ بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ (یعنی 87.84 گرام)

قربانی کس پر واجب ہے؟

سونہ ہے، جو سونا اس سے کم ہو اس پر قربانی واجب نہیں۔

2- جس شخص کے پاس ان پانچ چیزوں میں سے صرف چاندی، یا صرف سامانِ تجارت، یا صرف رقم ہو تو ایسی صورت میں ان میں سے ہر ایک کا نصاب ساڑھے باون تولہ (یعنی 612.36 گرام) چاندی ہے۔ جو چاندی ساڑھے باون تولے سے کم ہو، اسی طرح جو سامانِ تجارت یا رقم ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت سے کم ہو تو اس پر قربانی واجب نہیں۔

3- جس شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ضرورت سے زائد سامان ہو تو اس پر قربانی واجب ہے۔

4- جس شخص کے پاس ساڑھے سات تولہ سے کم سونا ہو، لیکن ساتھ ساتھ اس کے پاس کچھ چاندی یا کچھ سامانِ تجارت یا کچھ رقم بھی ہو تو اس صورت میں اگر ان کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت تک پہنچتی ہے تو ان پر قربانی واجب ہے، ورنہ نہیں۔

5- کسی شخص کے پاس یہ پانچ چیزیں (یعنی سونا، چاندی، سامانِ تجارت، رقم اور ضرورت سے زائد سامان) ہوں یا ان میں سے بعض ہوں لیکن ان میں سے کوئی چیز بھی اپنے نصاب تک نہیں پہنچتی ہو تو اس صورت میں ان کو ملا کر ان کی مجموعی قیمت کا حساب لگایا جائے گا، اگر ان کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت تک پہنچتی ہے تو اس شخص پر قربانی واجب ہے، ورنہ نہیں۔

6- جس شخص کے پاس کچھ سونا یا کچھ رقم ہو اور ساتھ میں ضرورت سے زائد سامان بھی ہو اور ان کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی تک پہنچتی ہو تو اس پر قربانی واجب ہے۔

(جوہر الفقہ، قربانی اور ذوالحجہ کے فضائل از حضرت مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب دام ظلہم)

نصاب سے متعلق مزید تفصیلات اور وضاحتیں آئندہ کی قسطوں میں ذکر ہوں گی ان شاء اللہ۔

**فائدہ:** زیر نظر رسالے میں زکوٰۃ کے نصاب کی متعدد صورتوں میں ساڑھے باون تولہ چاندی کو معیار بنایا گیا ہے جیسا کہ اکثر اہل علم حضرات کا اسی پر فتویٰ ہے۔



قربانی واجب ہونے کے لیے کس وقت صاحبِ نصاب ہونا ضروری ہے؟

قربانی واجب ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ شخص قربانی کے تین دنوں (یعنی 10، 11 اور 12 ذوالحجہ) میں صاحبِ نصاب ہو، یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص قربانی کے ان تین دنوں سے پہلے صاحبِ نصاب تھا یا ان تین دنوں کے بعد صاحبِ نصاب بنا لیکن قربانی کے ان تین دنوں میں صاحبِ نصاب نہیں تھا تو ایسے شخص پر قربانی واجب نہیں۔ اور یہ واضح رہے کہ اگر کوئی شخص قربانی کے تین دنوں میں 12 ذوالحجہ کے سورج غروب ہونے سے پہلے کسی بھی وقت صاحبِ نصاب بن جائے تو اس پر قربانی واجب ہوگی، ایسی صورت میں اگر قربانی کے ایام میں جانور ذبح کرنے کا موقع نہیں ملا تو قربانی کے ایام ختم ہونے کے بعد اب درمیانے درجے کے بکرے یا دنبے کی قیمت صدقہ کرنا ضروری ہے۔ اگر جانور خریدنے کے باوجود بھی قربانی کے ایام میں قربانی نہ کر سکا تو اب اسی جانور کو صدقہ کرنا ضروری ہے۔ (المحیط البرہانی، بدائع الصنائع، ردالمحتار، فتاویٰ رحیمیہ)

• جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے:

فَصَلِّ: وَأَمَّا وَقْتُ الْوُجُوبِ فَأَيَّامُ النَّحْرِ فَلَا تَجِبُ قَبْلَ دُخُولِ الْوَقْتِ؛ لِأَنَّ الْوَاجِبَاتِ الْمَوْقُوتَةَ لَا تَجِبُ قَبْلَ أَوْقَاتِهَا كَالصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَنَحْوِهِمَا، وَأَيَّامُ النَّحْرِ ثَلَاثَةٌ: يَوْمُ الْأَضْحَى وَهُوَ الْيَوْمُ الْعَاشِرُ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَالْحَادِي عَشَرَ وَالثَّانِي عَشَرَ وَذَلِكَ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ مِنَ الْيَوْمِ الْأَوَّلِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ مِنَ الثَّانِي عَشَرَ .... فَإِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ مِنَ الْيَوْمِ الْأَوَّلِ فَقَدْ دَخَلَ وَقْتُ الْوُجُوبِ فَتَجِبُ عِنْدَ اسْتِجْمَاعِ شَرَائِطِ الْوُجُوبِ.

# أَمْوَالِ قُرْبَانِي

## سے متعلق وضاحتیں اور تفصیلات

### فہرست:

- سونے اور چاندی سے متعلق وضاحت
- رقم یعنی نقدی سے متعلق وضاحت
- مال تجارت سے متعلق وضاحتیں اور تفصیلات
- ضرورت سے زائد سامان سے متعلق وضاحت

## اموالِ قربانی سے متعلق وضاحتیں اور تفصیلات

ما قبل میں جو پانچ اموالِ قربانی یعنی سونا، چاندی، رقم، مالِ تجارت اور ضرورت سے زائد سامان، اور ان کے نصاب کا ذکر ہوا، ذیل میں ان سے متعلق وضاحتیں اور تفصیلات ذکر کی جاتی ہیں۔

### سونا اور چاندی سے متعلق وضاحت

سونا اور چاندی بہر صورت نصاب میں شمار کیے جائیں گے:

سونا اور چاندی کو درج ذیل تمام صورتوں میں قربانی کے نصاب میں شمار کیا جائے گا:

- سونا اور چاندی زیورات کی شکل میں ہوں۔
- سونا اور چاندی کے زیورات چاہے استعمال کے لیے ہوں یا ویسے ہی رکھے رہتے ہوں۔
- سونا اور چاندی ڈلی یا برتنوں یا کسی بھی شکل میں ہوں۔
- سونا اور چاندی تجارت کے لیے ہوں یا اپنے پاس رکھنے کے لیے ہوں۔ (ردالمحتار، فتاویٰ ہندیہ)

### رقم یعنی نقد سے متعلق وضاحت

ذاتی ملکیت میں موجود رقم پر قربانی واجب ہونے کی تفصیل:

کسی شخص کی ملکیت میں جتنی بھی رقم ہو چاہے اپنے پاس موجود ہو، یا بینک اکاؤنٹ میں ہو، یا کسی کے پاس امانت رکھوائی ہو یا کسی اور کو قرض دی ہو، یا جہاں کہیں بھی ہو؛ سب پر قربانی کا حکم لاگو ہوگا یعنی ان کو قربانی کے نصاب میں شامل کیا جائے گا، اگر یہ رقم بذاتِ خود یا دیگر اموالِ قربانی کے ساتھ ملا کر نصاب تک پہنچے تو اس پر قربانی واجب ہوگی۔

رقم سے متعلق ایک غلط فہمی کا ازالہ:

یہاں یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ بعض لوگوں کے ذہن میں رقم کا بہت ہی محدود تصور ہے کہ ان کے

قربانی کس پر واجب ہے؟

نزدیک رقم اگر اپنے پاس ہو یا بینک اکاؤنٹ میں ہو یا کسی اور کے پاس امانت رکھوائی ہو؛ صرف اسی کو قربانی کے نصاب میں شمار کیا جائے گا، حالاں کہ یہ غلط فہمی ہے، ذیل میں اس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے تاکہ معلوم ہو کہ رقم کے موجود یا محفوظ ہونے کی کون کون سی صورتیں آجکل رائج ہیں:

- اپنی ملکیت میں موجود ملکی اور غیر ملکی کرنسی۔
  - حج یا عمرہ کرنے، مکان بنوانے، گاڑی خریدنے یا شادی بیاہ وغیرہ کے لیے جمع کی گئی رقم۔
  - کسی کو قرض کے طور پر دی ہوئی رقم جس کے ملنے کی امید ہو بھلے تاخیر سے ہی کیوں نہ ہو۔
  - وہ رقم جو کسی کے ذمے ادھار ہو جس کے ملنے کی امید ہو بھلے تاخیر سے ہی کیوں نہ ہو۔
  - بینک اکاؤنٹ میں جمع کرائی گئی رقم۔
  - ایزی پیسہ جیسے اکاؤنٹس میں جمع کرائی گئی اصل رقم۔
  - انشورنس یعنی بیمہ پالیسی میں جمع کرائی گئی اصل رقم۔
  - پرائز بانڈ کی اصل رقم۔
  - ذاتی یا مشترکہ کاروبار جیسے شرکت و مضاربت وغیرہ میں لگائی گئی رقم۔
  - کاروبار میں نفع کے طور پر حاصل ہونے والی رقم۔
  - نوکری اور ملازمت سے ملنے والی تنخواہ کی رقم۔
  - کمیٹی یعنی بی سی میں جمع کرائی گئی رقم جبکہ بی سی اب تک وصول نہ ہوئی ہو۔
  - بچت سرٹیفیکیٹ جیسے NIT, NDFC, FEBC میں جمع کرائی گئی اصل رقم۔
- اس طرح کی بہت سی صورتیں رائج ہیں، اس لیے ان تمام صورتوں میں موجود رقم کا بھی قربانی کے نصاب میں حساب لگایا جائے گا۔

**فائدہ:** مذکورہ صورتوں میں جن رقموں کا تعلق قرض اور ادھار کے ساتھ ہے ان کی تفصیل مستقل عنوان کے تحت ذکر ہوگی ان شاء اللہ۔

کیا رقم پر قربانی واجب ہونے کے لیے اس کا ضرورت سے زائد ہونا ضروری ہے؟

رقم ان اموال میں سے ہے جن پر قربانی کا حکم لاگو ہوتا ہے، البتہ اس سے متعلق یہ وضاحت ضروری ہے کہ رقم پر قربانی کا حکم لاگو ہونے کے لیے اس کا ضرورت سے زائد ہونا ضروری نہیں جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ رقم پر قربانی کا حکم اس وقت لاگو ہوتا ہے جب وہ ضرورت سے زائد ہو، لیکن اگر وہ ضرورت سے زائد نہ ہو تو اس پر قربانی کا حکم لاگو نہیں ہوگا، یہ ایک واضح غلطی ہے، اس لیے کہ رائج قول یہی ہے کہ رقم بہر صورت قربانی کے نصاب میں شمار کی جائے گی، چاہے وہ آئندہ پیش آنے والے کسی بھی مقصد کے لیے رکھی گئی ہو۔

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جو رقم شادی بیاہ کے لیے، حج و عمرہ کرنے یا گھر بنانے یا گاڑی وغیرہ خریدنے کے لیے جمع کی گئی ہو تو وہ بھی قربانی کے نصاب میں شمار کی جائے گی، اسی طرح جو رقم گھر کے اخراجات کے لیے رکھی گئی ہو تو وہ بھی قربانی کے نصاب میں شمار کی جائے گی۔ ذیل میں بطور مثال دو مسائل ذکر کیے جاتے ہیں:

### مسئلہ 1:

اس وضاحت سے یہ مسئلہ بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ اگر کسی خاتون کے پاس دو تولے سونا ہو اور ساتھ میں اس کے پاس کچھ رقم بھی ہو بھلے وہ رقم گھریلو یا ذاتی اخراجات کے لیے رکھی گئی ہو تو اس رقم کو اس دو تولے سونے کے ساتھ ملا کر اگر ان کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی تک پہنچتی ہے تو اس پر قربانی کا حکم لاگو ہوگا، ورنہ تو نہیں۔

### مسئلہ 2:

اسی طرح ایک شخص کی تنخواہ اتنی ہے کہ واجب الاداء قوم کو نکالنے کے بعد وہ ساڑھے باون تولہ چاندی تک پہنچتی ہے تو تنخواہ لیتے ہی وہ شخص صاحبِ نصاب بن جاتا ہے اور قربانی کے ایام میں اس کے پاس یہ نصاب موجود ہو تو اس پر قربانی کا حکم لاگو ہو جاتا ہے۔

قربانی کس پر واجب ہے؟

## خلاصہ:

خلاصہ یہ کہ رقم پر قربانی کا حکم لاگو ہونے کے لیے اس کا ضرورت سے زائد ہونا ضروری نہیں بلکہ رقم بہر صورت قربانی کے نصاب میں شمار کی جائے گی، چاہے وہ کسی بھی مقصد کے لیے رکھی گئی ہو۔ البتہ قربانی کا حکم لاگو ہونے کے لیے قربانی کے دیگر احکام کی رعایت کی جائے گی۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں: فتاویٰ عثمانی جلد 2، نوادر الفقہ۔

○ استاد محترم شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دام ظلہم تفصیلی بحث کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ: خلاصہ یہ کہ فقہائے حنفیہ کی اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ نقد ہر حال میں نصاب میں شامل ہوتے ہیں چاہے انھیں مستقبل کے نفع کے لیے رکھا گیا ہو۔ (فتاویٰ عثمانی جلد دوم صفحہ 78، طبع جدید ستمبر 2012)

## فائدہ:

منہا یعنی منفی کیے جانے والے قرضوں اور واجب الاداء رقوم کی تفصیل مستقل عنوان کے تحت ذکر ہوگی ان شاء اللہ۔

## مال تجارت سے متعلق وضاحتیں اور تفصیلات

ماقبل میں یہ بات ذکر ہوئی کہ مال تجارت بھی اموالِ قربانی میں سے ہے اور اگر یہ انفرادی طور پر یا دیگر اموالِ قربانی کے ساتھ مل کر ساڑھے باون تولہ چاندی تک پہنچتا ہو تو اس پر قربانی واجب ہوگی ورنہ تو نہیں۔ ذیل میں اس سے متعلق کچھ وضاحتیں اور تفصیلات ذکر کی جاتی ہیں۔

### مال تجارت سے کیا مراد ہے؟

مال تجارت سے مراد ہر وہ مال ہے جو تجارت ہی کی حتمی نیت سے خریدا گیا ہو یعنی اسی لیے خریدا گیا ہو کہ اسے آگے فروخت کرنا ہے، چاہے فوری طور پر فروخت کرنے کا ارادہ ہو یا تاخیر سے، ایسے مال پر مال تجارت ہونے کی وجہ سے قربانی کا حکم لاگو ہوگا۔ مال تجارت کی یہ تعریف اچھی طرح ذہن نشین کر لی جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو مال فروخت کرنے کی حتمی نیت سے نہیں خریدا گیا ہو تو اس پر مال تجارت کے اعتبار سے قربانی کا حکم لاگو نہیں ہوگا جیسے:

1- اگر وہ مال ایسا ہے کہ خریدتے وقت تجارت کی نیت نہیں تھی بلکہ بعد میں اس کو فروخت کرنے کی نیت بنی تو یہ مال تجارت کے زمرے میں نہیں آئے گا۔

2- اسی طرح اپنے پاس پہلے سے موجود کسی مال کو فروخت کرنے کا ارادہ ہو تو اس کو بھی مال تجارت نہیں کہا جاسکتا۔

3- اسی طرح کسی چیز کو خریدتے وقت تجارت کی نیت تو نہ تھی لیکن یہ نیت تھی کہ اگر اچھا نفع مل رہا ہو تو فروخت کر دیں گے ورنہ تو رہنے دیں گے تو یہ بھی مال تجارت کے حکم میں نہیں آئے گا۔

ان تینوں صورتوں میں چوں کہ مال تجارت کی تعریف صادق نہیں آتی اس لیے ان صورتوں میں یہ مال مال تجارت میں شامل نہیں، اس لیے اس پر مال تجارت کے طور پر قربانی کا حکم لاگو نہیں ہوگا۔

اگر تجارت کی نیت برقرار نہ رہے:

اگر مال خریدتے وقت تجارت یعنی فروخت کرنے کی نیت تھی لیکن بعد میں ارادہ تبدیل کر دیا اور فروخت کرنے کی نیت باقی نہ رہی تو ایسی صورت میں بھی مال تجارت کے اعتبار سے اس پر قربانی کا حکم لاگو نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر بعد میں دوبارہ تجارت کی نیت بنی تب بھی یہ مال تجارت کے حکم میں داخل نہ ہوگا۔

یہ ساری تفصیل اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کیوں کہ اس سے ناواقفیت کے نتیجے میں مال تجارت سے متعلق قربانی کے مسائل سمجھ نہیں آئیں گے۔ واضح رہے کہ قربانی کے معاملے میں جب بھی مال تجارت کا ذکر آئے تو اس سے یہی مذکورہ تفصیل مراد ہوگی۔

**تنبیہ:**

1- تجارت چاہے چھوٹی سطح کی ہو یا بڑی سطح کی، چاہے تجارت کسی بھی چھوٹی یا بڑی چیز کی ہو، اسی طرح تجارت

قربانی کس پر واجب ہے؟

چاہے گھر میں ہو، دکان میں ہو، فیکٹری میں ہو، دفاتر میں ہو، بہر صورت مال تجارت پر قربانی کا حکم لاگو ہوگا۔ اسی لیے تجارتی اشیاء کی تفصیل ذکر کرنے کی حاجت نہیں، بس یہ اصولی بات سمجھ لینی چاہیے۔

2- مذکورہ تفصیل کے مطابق جن صورتوں میں جو مال یا سامان مال تجارت میں داخل نہ ہو تو اس میں مال تجارت ہونے کے اعتبار سے قربانی کا حکم لاگو نہیں ہوگا البتہ اگر وہ باقی چار اموال قربانی جیسے سونا، چاندی، رقم یا ضرورت سے زائد مال یا سامان میں داخل ہو رہا ہے تو قربانی کے نصاب میں اس کا حساب لگایا جائے گا، البتہ اگر اموال قربانی میں داخل نہیں ہو رہا تو پھر اس پر قربانی کا حکم لاگو نہیں ہوگا۔

نصاب میں مال تجارت کی قیمتِ فروخت کا اعتبار ہے:

1- قربانی کے نصاب کے لیے مال تجارت کا حساب لگانے میں قیمتِ فروخت کا اعتبار ہے نہ کہ قیمتِ خرید کا، اس لیے دکان، فیکٹری وغیرہ میں موجود کل مال تجارت کا قیمتِ فروخت کے اعتبار سے حساب لگائیں گے۔

2- جو مال تجارت تھوک کے حساب سے فروخت ہوتا ہے اُس میں تو تھوک کے حساب سے قیمت لگائی جائے گی، البتہ جو مال تجارت تھوک کے حساب سے فروخت نہیں کیا جاتا تو اس میں مناسب اور احتیاط پر مبنی صورت یہی ہے کہ کل مال تجارت میں سے ہر چیز کی قیمتِ فروخت لگا کر حساب لگایا جائے، لیکن اگر ہر ایک کا الگ الگ حساب لگانا مشکل ہو تو یوں بھی درست ہے کہ وہ تمام مال تجارت اگر فروخت کرنا چاہیں تو کتنی رقم میں فروخت ہوگا، تو پھر اس اعتبار سے بھی قربانی کے نصاب کا حساب لگانا درست ہے۔

مشترکہ کاروبار میں قربانی کے نصاب کا حساب کس طرح لگایا جائے؟

1- مشترکہ کاروبار میں سرمایہ یعنی اصل رقم اور نفع کے تناسب سے قربانی کے نصاب کا حساب لگایا جائے گا کہ شرکاء میں سے ہر ایک کا جتنا سرمایہ اور نفع ہے تو اسی حساب سے ہر ایک پر قربانی کا حکم لاگو ہوگا۔

2- مضاربت یعنی وہ کاروبار جس میں ایک شریک کا مال ہوتا ہے جبکہ دوسرے شریک کی محنت ہوتی ہے اور اس کو اس کے عوض نفع کا ایک مخصوص حصہ ملتا ہے تو ایسی صورت میں اصل مالک پر تو سرمایہ کے اعتبار سے بھی



قربانی کس پر واجب ہے؟

قربانی کا حکم لاگو ہوگا اور جس قدر نفع اس کے حصے میں آئے گا اس کو بھی قربانی کے نصاب میں شمار کیا جائے گا، جبکہ دوسرے شریک پر صرف اس کے نفع کے اعتبار سے قربانی کا حکم لاگو ہوگا۔

مال تجارت میں قربانی کا حساب کس طرح لگایا جائے؟

کاروبار میں قربانی کے نصاب کا حساب لگاتے وقت درج ذیل چیزوں کو جمع کیا جائے گا:

1- کل مال تجارت کی قیمت فروخت۔

2- اپنی ملکیت میں موجود نقد رقم۔

3- کاروبار سے حاصل ہونے والا نفع۔

4- لوگوں کے ذمہ ادھار رقم جس کے ملنے کی امید ہو، بھلے تاخیر ہی سے کیوں نہ ہو۔

ان چاروں اموال کو جمع کر کے ان میں سے اپنے ذمے ادھار اور واجب الاداء رقم کو منہا یعنی منفی کر دیا جائے تو باقی بچنے والی رقم اگر ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت تک پہنچتی ہے تو قربانی واجب ہوگی ورنہ تو واجب نہیں ہوگی۔

## ضرورت سے زائد سامان سے متعلق وضاحت

یہ بات پہلے بیان ہو چکی کہ قربانی کے نصاب میں ضرورت سے زائد مال اور سامان کا بھی حساب لگایا جاتا ہے، اور جو چیزیں ضرورت اور استعمال کی ہیں ان کو قربانی کے نصاب میں شمار نہیں کیا جائے گا۔ چوں کہ بہت سے لوگ اس کی حقیقت اور تفصیلات سے ناواقف ہوتے ہیں اس لیے ذیل میں ضرورت اور ضرورت سے زائد سامان اور مال سے متعلق کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

ضرورت کی چیزیں:

جو چیزیں ضرورت اور استعمال کی ہیں ان کا تو اعتبار نہیں کیا جاتا جیسے: رہائشی مکان، پہننے کے کپڑے اور

قربانی کس پر واجب ہے؟

جوتے، کھانے پینے کے برتن، ضرورت کی گاڑی، گھریلو ضرورت میں استعمال ہونے والی چیزیں جیسے سلائی اور دھلائی کی مشینیں، پنکھا، فرنیچر، فریج، کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، موبائل فون، اسی طرح صنعت و حرفت یعنی پیشے، تجارت اور مزدوری کے آلات و اوزار جیسے درزی کی سلائی مشینیں، فیکٹری کی مشینیں وغیرہ، یہ سب ضرورت کی چیزیں ہیں۔

### فائدہ:

1- واضح رہے کہ ہر دور اور معاشرے کے حساب سے ضرورت کی چیزیں مختلف ہوتی رہتی ہیں، اس لیے اس معاملے میں دورِ حاضر کو پچھلے زمانوں پر قیاس نہیں کیا جائے گا، بلکہ دورِ حاضر ہی کی ضرورت کا اعتبار ہوگا۔

2- اسی طرح جو چیز ضرورت کی ہو وہ بھلے جتنی بھی مہنگی ہو وہ ضرورت ہی کی شمار ہوگی، جیسے ایک مناسب گھر سے ضرورت پوری ہو جاتی ہے تو اس سے قیمتی عالیشان گھر کو قربانی کے معاملے میں ضرورت سے زائد شمار نہیں کریں گے، اسی طرح جب موبائل ضرورت کی چیز ہے تو ایک قیمتی موبائل کو قربانی کے معاملے میں ضرورت سے زائد شمار نہیں کریں گے۔

### مسئلہ:

جوغلہ یعنی گندم، چاول، گھی، آٹا، چینی اور دیگر کھانے کی چیزیں جو مہینے یا سال بھر کی ضروریات کے لیے رکھا ہوا ہو اور وہ نصاب کے برابر بھی ہو تب بھی وہ ضرورت کی چیزوں میں شمار ہوتا ہے۔

(ردالمحتار، المحیط البرہانی، فتاویٰ عثمانی، زکوٰۃ کے فضائل و احکام از مفتی محمد رضوان صاحب دام ظلہم)

### ضرورت سے زائد چیزیں:

1- ضرورت سے زائد سامان سے مراد وہ چیزیں ہیں جو کسی بھی طرح استعمال میں آتی نہ ہوں جیسے:

- محض زیب و زینت کے لیے رکھے گئے برتن وغیرہ۔
- وہ چیزیں جو گھروں، دکانوں یا فیکٹریوں میں پرانی یا خراب ہونے کی وجہ سے ویسے ہی پڑی رہتی ہیں اور

قیمت بھی رکھتی ہیں جیسے فالتو مشینیں، فالتو فرنیچر وغیرہ؛ یہ سب چیزیں ضرورت سے زائد ہیں۔

2- اگر کسی کے پاس اپنے گھر کے علاوہ کوئی خالی پلاٹ ہو تو وہ بھی ضرورت سے زائد ہے۔

3- کسی نے اپنا ایک گھر کرایے پر دے رکھا ہو تو اگر اس کا کرایہ گھر کی ضروریات میں استعمال ہوتا ہو تو وہ

ضرورت سے زائد نہیں، لیکن اگر وہ کرایہ گھر کی ضرورت سے زائد ہو تو وہ گھر ضرورت سے زائد چیزوں میں شمار

ہوگا۔ (بہشتی زیور) یہی حکم کرایہ پردی جانے والی تمام چیزوں کا ہے۔

4- کسی شخص کے پاس دو گاڑیاں ہیں، جن میں سے ایک گاڑی ضرورت اور استعمال کی ہے جبکہ دوسری گاڑی

استعمال میں نہیں آتی تو وہ بھی ضرورت سے زائد ہے۔ اسی طرح ہر وہ چیز جو ایک سے زائد مقدار میں ہو اور وہ

زائد مقدار ضرورت اور استعمال سے زائد اور اضافی ہو، جیسے کسی کے پاس استعمال کے جو توں کے علاوہ اضافی

جوتے ہیں تو وہ بھی ضرورت سے زائد چیزوں میں شمار کیے جائیں گے۔

مزید تفصیل کے لیے اہل علم حضرات سے رابطہ فرمائیں۔

قربانی کے نصاب میں قرض  
اور واجب الاداء قوم سے متعلق احکام

## قربانی کے نصاب میں قرض اور واجب الاداء قوم سے متعلق احکام

قربانی کے نصاب کا حساب لگاتے وقت قربانی کے اموال میں سے قرضوں اور واجب الاداء قوم کو منہا یعنی منفی کیا جاتا ہے، اس کے بعد بھی اگر باقی مال نصاب کو پہنچتا ہو تو قربانی واجب ہوگی ورنہ تو نہیں۔

منہا کیے جانے والے قرضوں اور واجب الاداء قوم کی تفصیل:

یہ بات تو واضح ہے کہ کل اموال قربانی میں سے قرضے اور واجب الاداء قوم منہا کیے جاتے ہیں، ذیل میں اس کی متعدد مثالیں ذکر کی جاتی ہیں:

- مکان، دکان یا گاڑی وغیرہ کا کرایہ۔
  - قرضہ۔
  - اسکول، انسٹیٹیوٹ اور دیگر تعلیمی اداروں کی فیسیں۔
  - فون، گیس، بجلی اور پانی کے بل یا دیگر سرکاری اور غیر سرکاری اخراجات کے بل۔
  - ادھار پر لیے ہوئے گھریلو راشن کے بل۔
  - ملازمین کی تنخواہیں اور مزدوروں کی اجرت۔
  - ادھار اور قسطوں پر لیے ہوئے سامان، دکان، مکان یا گاڑی وغیرہ کی رقم۔
  - ادھار پر لیے ہوئے مال تجارت کی رقم۔
  - کمیٹی اور بی سی وصول کرنے کے بعد اس کی بقیہ قسطیں۔
  - بیوی کا مہر جو کہ ادا نہ کیا ہو البتہ ادا کرنے کی نیت ہو، چاہے معجل ہو یا مؤجل۔ (البتہ بعض اہل علم کے نزدیک مہر مؤجل منہا نہیں کیا جائے گا۔)
- مذکورہ واجب الاداء قوم اس وقت منہا کی جائیں گی جب یہ قربانی کے تین دنوں میں واجب ہو چکی ہوں، بھلے قربانی کے ایام ہی میں واجب ہو چکی ہوں یا اس سے پہلے واجب ہو چکی ہوں۔ (ردالمحتار، فتاویٰ ہندیہ)

دوسروں کے ذمے قرضوں اور ادھار رقوم کا حکم:

دوسروں کو دیے جانے والے قرضے یا دوسروں کے ذمے ادھار رقوم بھی اموالِ قربانی میں شمار ہوتے ہیں، اس لیے قربانی کے نصاب میں ان کا بھی حساب لگایا جائے گا، البتہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب ان قرضوں اور ادھار رقوم کے ملنے کی امید ہو بھلے تاخیر سے ہی کیوں نہ ہو، لیکن اگر ان کے ملنے کی امید نہ ہو تو ایسی صورت میں ان پر قربانی واجب نہیں ہوگی۔ (ردالمحتار، فتاویٰ ہندیہ)

دوسروں کے ذمے قرضوں اور ادھار رقوم کی تفصیل:

جیسا کہ ماقبل کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ دوسروں کو دیے گئے قرضوں اور ادھار رقوم کو قربانی کے نصاب میں شمار کیا جائے گا، چوں کہ بہت سے حضرات کو ان کی تفصیلات معلوم نہیں ہوتیں اس لیے ذیل میں ان کی متعدد مثالیں ذکر کی جاتی ہیں:

- قرضے۔
  - ادھار اور قسطوں پر فروخت کیے جانے والے مال اور سامان کی رقم۔
  - انشورنس یعنی بیمہ پالیسی میں جمع کرائی گئی اصل رقم۔
  - پرائز بانڈ کی اصل رقم۔
  - بینک اکاؤنٹ میں جمع کرائی گئی رقم۔
  - ایزی پیسہ اکاؤنٹ میں جمع کرائی گئی رقم۔
  - کمیٹی یعنی بی سی میں جمع کرائی گئی رقم جبکہ بی سی اب تک وصول نہ ہوئی ہو۔
  - بچت سرٹیفکیٹ جیسے NIT, NDFC, FEBC میں جمع کرائی گئی اصل رقم۔
- ان تمام رقوم کو قربانی کے نصاب میں شامل کر کے حساب لگایا جائے گا۔ (ردالمحتار، فتاویٰ ہندیہ)

قربانی کس پر واجب ہے؟

کمپٹی یعنی بی سی سے متعلق قربانی کا تفصیلی حکم:

کسی نے کمپٹی یعنی بی سی ڈالی ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں:

1- ایک یہ کہ اگر کمپٹی لے چکا ہو تو اس صورت میں جتنی قسطیں دینی ہوں وہ اس پر قرضہ ہیں، قربانی کے نصاب کا حساب لگاتے وقت اس قرضے کو نکال کے حساب لگائیں گے۔

2- دوسری صورت یہ کہ اگر کمپٹی نہیں لی ہو تو جتنی قسطیں جمع کر چکا ہو وہ تمام رقم اس کا قرضہ ہے، قربانی کے نصاب کا حساب لگاتے وقت اس کو بھی جمع کر کے حساب لگائیں گے۔ (ردالمحتار، فتاویٰ ہندیہ)

### مسئلہ:

کسی صاحبِ نصاب شخص نے دوسرے کو قرض دیا ہو اور اس کے پاس قربانی کے ایام میں قربانی کرنے کے لیے رقم نہ ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ قرض دار سے اس قدر رقم کا مطالبہ کرے کہ جس کے ذریعے قربانی کی جاسکے، لیکن اگر وہ رقم نہ دے سکتا ہو تو ایسی صورت میں اس صاحبِ نصاب شخص کے ذمے قربانی واجب نہیں۔ (فتاویٰ عثمانی)

# قربانی

میں ذاتی ملکیت کی حقیقت اور اہمیت



قربانی میں ذاتی ملکیت سے متعلق دو بنیادی غلطیاں:

قربانی میں ذاتی ملکیت سے متعلق دو بنیادی غلطیاں رائج ہیں:

- 1- پہلی غلطی یہ ہے کہ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قربانی کا حساب لگاتے وقت میاں بیوی، اولاد والدین، بھائیوں اور بہنوں کے مال کو آپس میں ملایا جائے گا، جیسا کہ ایک شخص نے بندہ سے سوال کیا کہ میرے پاس تین تولہ سونا اور پانچ ہزار روپے ہیں، تو کیا مجھ پر قربانی فرض ہے؟ تو بندہ نے ان سے سوال کیا کہ کیا یہ تین تولہ سونا آپ کی ملکیت ہے یا آپ کی اہلیہ کی؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ وہ تو میری اہلیہ کی ملکیت ہے۔ جس پر بندہ نے انھیں سمجھایا کہ قربانی میں میاں بیوی میں سے ہر ایک کی اپنی ذاتی ملکیت کا اعتبار ہے، دونوں کے مال کو نہیں ملایا جاتا۔
- 2- دوسری غلطی یہ ہے کہ بہت سے لوگ ملکیتوں کی تعیین نہیں کرتے جس کے نتیجے میں یہ واضح نہیں ہوتا کہ کونسی چیز کس کی ملکیت ہے اور کس مشترکہ چیز میں کس کا کتنا حصہ ہے؟  
ذیل میں ان دونوں غلطیوں کا تفصیل سے ازالہ کیا جاتا ہے۔

قربانی میں ذاتی ملکیت کا اعتبار:

ہر شخص پر اسی کی ملکیت کے اعتبار سے قربانی واجب ہوتی ہے یعنی ہر ایک کی ملکیت میں جس قدر مال موجود ہے صرف اسی کا قربانی کے نصاب میں حساب لگایا جائے گا اور جو مال ملکیت میں نہیں ہے اس کا حساب نہیں لگایا جائے گا۔ گویا کہ میاں بیوی، والدین اولاد میں سے ہر ایک کی اپنی اپنی ملکیت کا الگ الگ اعتبار ہے کہ اگر شوہر اور بیوی دونوں ہی صاحبِ نصاب ہوں تو دونوں کے ذمے قربانی واجب ہوگی، اگر والد بھی صاحبِ نصاب ہو اور بیٹا بھی تو دونوں کے ذمے قربانی واجب ہوگی۔ یہی حکم بہنوں اور بھائیوں کا بھی ہے۔

اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی سمجھیے کہ قربانی واجب ہونے کے لیے ایک کے مال کو دوسرے کے ساتھ جمع نہیں کیا جائے گا، بلکہ ان میں سے جس کی بھی ملکیت میں نصاب کے بقدر مال آجائے تو صرف اسی کے ذمے قربانی واجب ہے بس!!

## ملکیت کی پہچان کے لیے ملکیت کی تعیین کی ضرورت:

قربانی ہر شخص کی ذاتی ملکیت پر واجب ہوتی ہے جس کے لیے ظاہر ہے کہ ذاتی ملکیت کی پہچان ضروری ہے اور ذاتی ملکیت کی پہچان کے لیے ملکیت کی تعیین اور امتیاز ضروری ہے کہ ہر ایک کی ملکیت واضح ہو۔ اس لیے قربانی کے نصاب کا حساب لگانے کے لیے ملکیت کی تعیین اور وضاحت ضروری ہے۔ ذیل میں تعیین ملکیت کی مزید تفصیل ذکر کی جاتی ہے تاکہ یہ مسئلہ واضح ہو سکے اور قربانی کی ادائیگی میں سہولت ہو سکے۔

## تعیین ملکیت کی حقیقت:

تعیین ملکیت کا مطلب یہ ہے کہ اموالِ قربانی یعنی سونا، چاندی، رقم، سامانِ تجارت اور ضرورت سے زائد سامان اور مال سے متعلق یہ بات طے کرنا کہ یہ چیز کس کی ملکیت ہے اور مشترکہ چیز میں کس کا کتنا حصہ ہے؟ جس کی وجہ سے ہر ایک چیز سے متعلق ہر شخص کی ملکیت واضح اور معلوم ہو جائے اور اس میں کسی بھی چیز سے متعلق کسی بھی قسم کا کوئی ابہام اور شک و شبہ نہ رہے۔

## تعیین ملکیت کی ضرورت:

شریعت یہ حکم دیتی ہے کہ گھر وغیرہ میں موجود تمام اموال سے متعلق ملکیت کی تعیین اور وضاحت ہونی چاہیے، یہ ایک ضروری اور مفید امر ہے۔ اس کی ضرورت اس لیے ہے کہ ملکیت کی تعیین کی وجہ سے شریعت کے متعدد احکام پر عمل کیا جاسکتا ہے اور اس میں سہولت بھی رہتی ہے، کیوں کہ زکوٰۃ، صدقۃ الفطر، قربانی، حج، میراث اور دیگر چھوٹے بڑے مسائل و احکام میں ملکیت کی تعیین اور وضاحت ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے، اس لیے ان احکام پر عمل پیرا ہونے کے لیے ملکیت کا واضح ہونا بہت ہی ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب لوگ ان احکام سے متعلق مسائل پوچھنے کے لیے کسی مفتی صاحب کے پاس جاتے ہیں تو اس میں ملکیت کی وضاحت اور تعیین سے متعلق بھی وضاحت طلب کی جاتی ہے پھر اس کے بعد ہی مسائل کا جواب سامنے آسکتا ہے۔

**مثال:** ایک شخص بندہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ہم سارے بھائی جو کچھ بھی کماتے ہیں اس میں سے بقدر

قربانی کس پر واجب ہے؟

ضرورت رقم لے کر باقی اپنے والد صاحب کو دے دیتے ہیں تاکہ وہ گھر کے اخراجات پورے کر سکیں تو اس رقم کی قربانی کس پر واجب ہوگی؟ بندہ نے عرض کیا کہ یہ رقم کس کی ملکیت ہوتی ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ یہ تو معلوم نہیں اور نہ ہی ایسی کوئی بات طے ہوئی ہے، تو بندہ نے کہا کہ یہ تو طے کرنا پڑے گا تب جا کر قربانی واجب ہونے کا فیصلہ ہوگا، کیوں کہ قربانی کے نصاب کا حساب لگانے کے لیے ملکیت کی تعیین ضروری ہے، جب مالک ہی واضح نہ ہو تو قربانی کا حکم کیسے پورا ہو سکتا ہے!

**جواب:** مذکورہ بالا مسئلے کی دو صورتیں بنتی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے کہ اگر والد کو وہ رقم مالک بنا کر دی جاتی ہو تو وہ رقم والد ہی کے نصاب میں شمار کی جائے گی، لیکن اگر وہ رقم والد کو مالک بنا کر نہیں دی جاتی ہو بلکہ صرف انہی کے پاس جمع رہتی ہو تو ایسی صورت میں اس رقم میں جن جن حضرات کا جتنا حصہ ہے اتنا حصہ ہر ایک کے نصاب میں شمار کیا جائے گا۔

اس طرح کی متعدد مثالیں ہمارے معاشرے میں موجود ہیں جن کی وجہ سے تعیین ملکیت کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

### تعیین ملکیت کی اہم صورتیں:

ما قبل میں یہ بات بیان ہوئی کہ ہر ایک چیز سے متعلق ملکیت کا متعین ہونا ضروری ہے کہ یہ فلاں کی ملکیت ہے، یہ فلاں کی ملکیت ہے، اس کا مالک فلاں ہے۔ ہمارے معاشرے میں ویسے تو بہت سے معاملات ایسے ہیں جن میں ملکیت کی تعیین ہونی چاہیے البتہ اس کی چند عام اور اہم صورتیں درج کی جاتی ہیں تاکہ مسئلے کی اہمیت واضح ہو جائے اور اسی سے ہم سمجھ جائیں کہ یہ مسئلہ کس قدر حساس ہے:

1- والدین یا گھر کے سربراہ کو گھر کے اخراجات وغیرہ کے لیے دی گئی رقم سے متعلق تعیین ملکیت:  
اولاد جب گھر کے اخراجات چلانے کے لیے رقم گھر کے سربراہ یا والد کو دیتی ہے تو اس میں بھی یہ واضح ہونا چاہیے کہ آیا یہ رقم والد کو مالک بنا کر دی جا رہی ہے یا محض انتظامی طور پر ان کے حوالے کر دی جاتی ہے اور وہ

قربانی کس پر واجب ہے؟

بدستور اولاد ہی کی ملکیت میں رہتی ہے؟ یہ سب کچھ واضح ہونا چاہیے۔

2- مشترکہ رقم، کاروبار اور دیگر اموالِ قربانی سے متعلق ملکیت کی تعیین:

جو رقم، کاروبار اور دیگر اموالِ قربانی مشترک ہوں ان میں بھی حصوں کی وضاحت ہونی چاہیے کہ ان چیزوں میں کس کا کتنا حصہ ہے؟ تاکہ ملکیت اور حصے واضح رہے۔

3- مشترکہ فیملی بزنس میں شرکاء کی ذاتی حیثیت اور ان کے حصوں کی تعیین:

گھر یا خاندان کے افراد مشترکہ طور پر جو کاروبار کرتے ہوں تو اس میں بھی ہر ایک کی حیثیت طے ہونی چاہیے کہ کون کاروبار کا مالک ہے اور کون محض تنخواہ دار ملازم ہے؟ اسی طرح جو حضرات کاروبار میں شریک ہیں تو ہر ایک کا اس میں کتنا کتنا حصہ ہے؟ یہ سب طے ہو جانا چاہیے۔

4- کسی بیٹے کو والد کی جانب سے دیے گئے مال یا بزنس سے متعلق ملکیت کی تعیین:

جب والد اپنے کسی بیٹے کو کاروبار کے لیے رقم دیتا ہے تو اس میں یہ واضح ہونا چاہیے کہ والد بیٹے کو یہ رقم قرض کے طور پر دے رہا ہے یا ہدیہ کے طور پر؟ یہ بات واضح ہو جانی چاہیے۔

5- کسی بیٹے کو والد کی جانب سے حوالہ کیے گئے بزنس سے متعلق ملکیت کی تعیین:

جب والد اپنے بیٹے کو اپنا کاروبار حوالہ کرتا ہے تو اس میں یہ واضح ہونا چاہیے کہ والد بیٹے کو اس کاروبار کا مالک بنا رہا ہے، یا بدستور والد ہی مالک رہے گا اور بیٹا اپنے اخراجات کی رقم وصول کرتا رہے گا؟ یہ بات واضح ہونی چاہیے کیوں کہ بعد میں اس میں بڑی خرابیاں سامنے آتی ہیں۔

6- والد کے ساتھ کام کرنے والے بیٹے کی ذاتی حیثیت کی تعیین:

جب کوئی بیٹا والد کے ساتھ کام کر رہا ہو تو اس سے متعلق یہ واضح ہونا چاہیے کہ اس کاروبار میں اس بیٹے

قربانی کس پر واجب ہے؟

کی حیثیت کیا ہے؟ کیا وہ حصہ دار شریک ہے یا وہ تنخواہ دار ملازم ہے جو اپنی صوابدید پر یا طے شدہ قواعد کے تحت کاروبار سے اپنے لیے رقم وصول کر لیتا ہے؟

7- مشترکہ طور پر جمع کی جانے والی کمیٹی میں حصہ داروں کے حصے کی تعیین:

بسا اوقات گھروں میں مشترکہ طور پر کمیٹی ڈالی جاتی ہے تو اس میں بھی شرکاء کے حصوں کی تعیین ضروری ہے۔

8- گھر بنانے کے لیے مشترکہ طور پر جمع کی جانے والی رقم میں ملکیت کی تعیین:

بسا اوقات گھروں میں گھر بنانے یا زمین خریدنے کے لیے مشترکہ طور پر رقم جمع کی جاتی ہے، اس میں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اس جمع کی جانے والی رقم کا مالک کون ہے؟ کیا کسی ایک کی ملکیت میں ہے یا سبھی اس کے مالک ہیں؟ اگر سبھی مالک ہوں تو پھر اس میں ہر ایک کے حصے کی تعیین ہونی ضروری ہے۔ بہت سے لوگ اس میں ملکیت متعین نہیں کرتے جو کہ بڑی غلطی ہے۔

9- مشترکہ رقم سے گھر بنانے کی صورت میں ملکیت کی تعیین:

چند بھائی یا گھر کے افراد رقم ملا کر گھر کی تعمیر کر لیں تو اس میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ اس گھر میں کس کا کتنا حصہ ہے؟

10- مشترکہ طور پر قرض لینے کی صورت میں ہر ایک کے حصے کی تعیین:

گھر کے افراد کسی ضرورت کی خاطر مشترکہ طور پر قرض لے لیتے ہیں لیکن اس میں یہ وضاحت نہیں کرتے کہ یہ قرض کس تناسب سے مشترک ہے اور ہر ایک پر کتنا قرض لاگو ہوا ہے؟ حالاں کہ اس کی تعیین ہونی چاہیے۔

قربانی کس پر واجب ہے؟

## ملکیت کی تعیین اور فکرِ آخرت:

حقیقت یہ ہے کہ ملکیت کی تعیین اور وضاحت کے معاملے میں وہی لوگ فکر مندی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں جو آخرت میں جو ابد ہی کا خوف رکھتے ہیں، جو شرعی احکام پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ رکھتے ہیں اور اللہ کو راضی کرنے کی فکر کرتے ہیں، اور یہی ہمارے حضرات اکابر اور بزرگانِ دین کا طرزِ عمل رہا ہے، جبکہ اس سے غفلت انسان کی فکرِ آخرت اور دینداری پر سوالیہ نشان لگادیتی ہے!!

## خلاصہ:

ما قبل کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ ملکیت کی تعیین کس قدر اہمیت رکھتی ہے، اس لیے قربانی کے حکم پر پوری طرح عمل کرنے کے لیے ملکیت کی تعیین ضروری ہے کیوں کہ اس کے بغیر قربانی کے حکم پر ٹھیک طرح عمل نہیں کیا جاسکتا۔ گویا کہ خلاصہ یہ ہوا کہ قربانی میں ہر ایک کی ذاتی ملکیت کا اعتبار ہوتا ہے جس کے لیے ذاتی ملکیت کی پہچان ضروری ہے اور ذاتی ملکیت کی پہچان کے لیے ملکیت کی تعیین اور امتیاز ضروری ہے۔ اس لیے تمام تر غلطیوں سے حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ ملکیت کی تعیین اور امتیاز کر لیا جائے۔

**فائدہ:** تعیین ملکیت کے مسئلے کی مکمل تفصیل کے لیے دیکھیے بندہ کا سلسلہ اصلاحِ اغلاط نمبر 205: تعیین

ملکیت: حقیقت، اہمیت، فوائد اور کوتاہیاں۔

کیا گھر کے سربراہ کی ذاتی قربانی  
اس کے اہل و عیال کی طرف سے کافی ہے؟

آجکل یہ غلط فہمی عام ہے کہ بہت سے لوگ گھر کے سربراہ کے ذاتی حصے کی قربانی گھر کے دیگر افراد کی جانب سے کافی سمجھتے ہیں کہ جب گھر کے بڑے نے اپنی قربانی کر لی اور اسی میں گھر کے افراد کی نیت بھی کر لی (یا بعض کے بقول نیت نہ بھی کی) تو گھر کے تمام افراد کی طرف سے یہ قربانی کافی ہے، ایسی صورت میں گھر کے دیگر صاحبِ نصاب افراد کے ذمے قربانی کرنا واجب نہیں رہتا۔ اور اس کے لیے مسند احمد کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ ”حضور اقدس ﷺ جب قربانی کا ارادہ فرماتے تو بڑے موٹے تازے سینگوں والے سیاہ و سفید رنگت والے دو خصی مینڈھے خریدتے، اُن میں سے ایک اپنے اُن امتیوں کی طرف سے قربان کرتے جنہوں نے اللہ کی توحید اور آپ کی تبلیغ کی گواہی دی، اور دوسرا اپنی اور اپنے اہل و عیال کی طرف سے قربان کرتے۔“ ان حضرات کا کہنا یہ ہے کہ اس حدیث کے مطابق حضور اقدس ﷺ نے اپنے اور اپنے اہل و عیال کی جانب سے ایک ہی ذنبے کی قربانی فرمائی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گھر کے سربراہ کے ذاتی حصے کی قربانی پورے گھر کی طرف سے کافی ہو جاتی ہے۔

واضح رہے کہ یہ غلط فہمی ہے، اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس مسئلے کی تفصیل سے وضاحت کی جائے تاکہ اس غلط فہمی کا ازالہ ہو سکے، جس کے لیے پہلے مسئلہ کی صحیح صورت حال بیان کی جاتی ہے۔

### قربانی کے نصاب میں ذاتی ملکیت کا اعتبار:

احناف سمیت متعدد ائمہ کرام کا مذہب یہ ہے کہ ہر شخص پر اسی کی ملکیت کے اعتبار سے قربانی واجب ہے۔ میاں بیوی، والدین اولاد، بہنوں اور بھائیوں میں سے ہر ایک کی اپنی اپنی ملکیت کا الگ الگ حساب لگایا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر شوہر اور بیوی دونوں ہی صاحبِ نصاب ہوں تو دونوں کے ذمے الگ الگ حصے کی قربانی واجب ہوگی، اسی طرح اگر والد بھی صاحبِ نصاب ہو اور بیٹا بھی تو دونوں کے ذمے الگ الگ حصے کی قربانی واجب ہوگی، یہی حکم بہنوں، بھائیوں اور دیگر افراد کا بھی ہے۔ اسی طرح قربانی واجب ہونے کے لیے ایک کے مال کو دوسرے کے مال کے ساتھ جمع نہیں کیا جائے گا، بلکہ ان میں سے جس کی بھی ملکیت میں نصاب



قربانی کس پر واجب ہے؟

کے بقدر مال آجائے تو اسی کے ذمے قربانی واجب ہے اور جس کی ملکیت میں نصاب کے برابر مال نہ ہو تو اس کے ذمے قربانی واجب نہیں۔ (فتاویٰ عثمانی، ردالمحتار)

یہ متعدد روایات اور شرعی دلائل و اصول سے اخذ شدہ ایک عام ضابطہ ہے جس میں کوئی استثنا نہیں۔

2۔ جو شخص صاحبِ نصاب ہو اس کے ذمے اسی کی قربانی واجب ہے، اس کے ذمے کسی اور کی قربانی واجب نہیں، ہاں اگر یہ شخص دوسرے کی اجازت سے اس کی طرف سے قربانی کر لے تو بھی جائز ہے۔

(ردالمحتار، فتاویٰ محمودیہ، فتاویٰ عثمانی، فتاویٰ رحیمیہ)

گھر کے افراد کو اپنی ذاتی قربانی میں شریک کرنے کی دو صورتیں:

گھر کا سربراہ اپنی ذاتی قربانی میں گھر کے دیگر افراد کو بھی شریک کرنا چاہے تو اس کی دو صورتیں ہیں:

1۔ قربانی تو گھر کے سربراہ ہی کی طرف سے ہو البتہ ثواب میں گھر والوں کو بھی شریک کیا جائے تو یہ صورت جائز ہے، اور حضور اقدس ﷺ کا گھر والوں کو قربانی میں شریک کرنے کا یہی مطلب ہے، جیسا کہ آگے تفصیل مذکور ہے۔

2۔ گھر کا سربراہ گھر والوں کو اپنی واجب قربانی میں شریک کرنا چاہے کہ گھر والوں کی طرف سے بھی قربانی ادا ہو جائے تو ایسی صورت میں گھر کے سربراہ کی ذاتی قربانی گھر کے دیگر افراد کی طرف سے ہرگز کافی نہ ہوگی، بلکہ گھر کے صاحبِ نصاب افراد میں سے ہر ایک کے ذمے الگ سے قربانی کرنی واجب ہے۔ یہی روایات اور شرعی دلائل کا تقاضا ہے، اس لیے اسی پر عمل ہونا چاہیے۔

گھر کے سربراہ کی ذاتی قربانی پورے گھر کی طرف سے کافی نہ ہونے کی وجوہات  
ما قبل کی تفصیل سے صحیح مسئلہ واضح ہو گیا کہ گھر کے سربراہ کی ذاتی قربانی پورے گھر کی طرف سے کافی  
نہیں اگرچہ وہ سب کی طرف سے قربانی کی نیت کرے، اس کی متعدد وجوہات ہیں:

### پہلا وجہ:

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”جس کے پاس وسعت ہو اور وہ اس  
کے باوجود بھی قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب بھی نہ آئے۔“  
• سنن ابن ماجہ میں ہے:

3123- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ وَلَمْ يُضَحَّ فَلَا يَقْرَبَنَّ  
مُصَلَّاتَنَا».

مذکورہ حدیث سے ماخوذ چھ اہم فوائد:

- 1- صاحبِ نصاب ہونے کے باوجود قربانی نہ کرنے پر مذکورہ وعید سے قربانی کی اہمیت اور تاکید بخوبی معلوم  
ہو جاتی ہے۔
- 2- قربانی نہ کرنے پر مذکورہ وعید سے قربانی کے واجب ہونے کی طرف بھی اشارہ ہو جاتا ہے کیوں کہ یہ وعید  
واجب جیسے احکام ترک کرنے پر ہی وارد ہو سکتی ہے۔
- 3- اس حدیث سے زیر بحث مسئلہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ گھر کے سربراہ کی ذاتی قربانی پورے گھر کی طرف  
سے کافی نہیں کیوں کہ اس حدیث میں ”مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ“ کے الفاظ عام ہیں جو کہ گھر کے تمام افراد کو شامل  
ہیں، اس میں یہ تخصیص نہیں کہ گھر کا سربراہ اگر اپنی قربانی کر لے تو یہ گھر کے دیگر افراد کی طرف سے بھی کافی  
ہو جائے گی اور اس صورت میں گھر کے دیگر صاحبِ نصاب افراد قربانی نہ کرنے کی اس وعید میں داخل نہیں  
ہوں گے، کیوں کہ اس کے لیے صحیح اور صریح دلیل ہونی چاہیے جو کہ موجود نہیں۔

قربانی کس پر واجب ہے؟

4- اس حدیث میں ”مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ“ کے الفاظ سے اور دیگر روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک پر اس کی ذاتی ملکیت کی بنیاد پر قربانی واجب ہوتی ہے، جیسا کہ زکوٰۃ، صدقۃ الفطر اور حج ہے، اس لیے اس سے یہ اصول سامنے آتا ہے کہ جس کی ملکیت میں نصاب کے بقدر مال موجود ہو اس کے ذمے قربانی واجب ہوگی اور جس کے پاس نصاب نہیں اس پر قربانی واجب نہیں، یہ ایک عام شرعی اصول ہے، اس لیے جس طرح یہ دیگر مسلمانوں پر لاگو ہوتا ہے اسی طرح یہی اصول گھر کے افراد پر بھی لاگو ہوگا کہ گھر کے سربراہ کے ذاتی حصے کی قربانی گھر کے دیگر افراد کی طرف سے کافی نہیں۔

5- ایک لطیف بات یہ ہے کہ اگر گھر کے سربراہ کی اپنی قربانی سب گھر کی طرف سے کافی ہوتی تو حدیث کی اس وعید کا مصداق صرف وہی گھر ہوگا جس میں گھر کے سربراہ سمیت گھر کا کوئی بھی فرد قربانی نہ کرے، لیکن جہاں گھر کے سربراہ نے قربانی کی اور سب کی نیت کر لی تو اس طرح وہ مکمل گھر اس وعید سے محفوظ ہو گیا حالانکہ انہوں نے صاحبِ نصاب ہونے کے باوجود قربانی نہیں کی، ظاہر ہے کہ یہ مطلب اور فرق کیسے مراد لیا جاسکتا ہے جبکہ حدیث میں عموم ہے، کوئی استثنا نہیں؟؟

6- اس حدیث میں ”وُسْعَت“ کی قید سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ قربانی ہر ایک پر واجب نہیں بلکہ وُسْعَت اور استطاعت والے شخص ہی پر واجب ہے، اور صاحبِ وسعت سے مراد صاحبِ نصاب ہونا ہے۔

## دوسرا وجہ:

نماز، زکوٰۃ، حج، سجدہ تلاوت سمیت دیگر فرائض اور واجبات جس طرح ہر ایک کے ذمے ذاتی حیثیت سے لازم ہوتے ہیں، کسی شخص کے ایسے ذاتی اعمال دوسروں کی طرف سے کافی نہیں ہوتے تو اسی طرح قربانی بھی ہر ایک کے ذمے ذاتی حیثیت سے واجب ہوتی ہے، کسی کی ذاتی قربانی دوسروں کی طرف سے کافی نہیں ہو جاتی۔

## تیسرا وجہ:

گھر کے سربراہ کے اپنے ایک حصے کی قربانی پورے گھر کی طرف سے کافی ہو جانے کی بات ان روایات

قربانی کس پر واجب ہے؟

کے بھی خلاف ہے جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک بکری یا دنبہ صرف ایک ہی شخص کی طرف سے کافی ہو سکتا ہے، اس میں شرکت جائز نہیں، یہ روایات سے اخذ شدہ عام اصول ہے، اس لیے یہی اصول گھر کے افراد پر بھی لاگو ہو گا کہ گھر کے سربراہ کے ذاتی حصے کی قربانی گھر کے دیگر افراد کی طرف سے کافی نہیں۔

### چوتھا وجہ:

یہ حضرات جس حدیث سے استدلال کرتے ہیں اس میں چوں کہ دنبے کا ذکر ہے اس لیے اسی کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر گھر کے سربراہ کی ایک بکری یا دنبہ کی قربانی پورے گھر کی طرف سے کافی ہے تو پھر کسی بڑے جانور میں گھر کے سربراہ کے ایک حصے کی قربانی بھی سب کی طرف سے کافی ہوگی، توجہ ایک ہی بڑے جانور میں سات افراد اس طرح شریک ہوں کہ ان میں سے ایک یا زیادہ افراد گھر کے سربراہ کے طور پر شریک ہو جائیں اور گھر کے افراد کی بھی نیت کر لیں تو ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں شرکاء کی تعداد سات سے زیادہ ہو جائے گی جو کہ خود روایات کے خلاف ہے۔

• صحیح مسلم میں ہے:

3248- عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُهْلَيْنَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَشْتَرِكَ فِي الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ، كُلُّ سَبْعَةٍ مِنَّا فِي بَدَنَةٍ.

• المعجم الکبیر للطبرانی میں ہے:

9884- عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: الْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ، وَالْجَزُورُ عَنْ سَبْعَةٍ فِي الْأَضَاحِيِّ.

• سنن ابن ماجہ میں ہے:

3136- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ عَلِيَّ بَدَنَةً، وَأَنَا مُوسِرٌ بِهَا، وَلَا أَجِدُهَا فَأَشْتَرِيهَا، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَبْتَاعَ سَبْعَ شِيَاهِ فَيَذُبُ بِحُفْنٍ.

قربانی کس پر واجب ہے؟

زیر بحث مسئلے سے متعلق ایک حدیث اور اس کا صحیح مطلب:

ما قبل کی تفصیل سے یہ بات واضح ہو گئی کہ گھر کے افراد میں سے جو جو افراد صاحبِ نصاب ہوں تو ہر ایک کے ذمے الگ الگ حصے کی قربانی واجب ہے، گھر کے سربراہ کے ذاتی حصے کی قربانی گھر کے دیگر افراد کی جانب سے ہرگز کافی نہیں۔

اس مسئلہ سے متعلق بعض حضرات جس حدیث سے استدلال کرتے ہیں وہ ما قبل میں ذکر ہو چکی ہے کہ مسند احمد میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ جب قربانی کا ارادہ فرماتے تو بڑے موٹے تازے سینگوں والے سیاہ و سفید رنگت والے دو خسی مینڈھے خریدتے، اُن میں سے ایک مینڈھا اپنے اُن امتیوں کی طرف سے قربان کرتے جنہوں نے اللہ کی توحید اور آپ کی تبلیغ کی گواہی دی، اور دوسرا مینڈھا اپنی اور اپنے اہل و عیال کی طرف سے قربان کرتے۔

25843- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا ضَحَّى اشْتَرَى كَبْشَيْنِ عَظِيمَيْنِ سَمِينَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوأَيْنِ قَالَ: فَيَذْبَحُ أَحَدَهُمَا عَنْ أُمَّتِهِ مِمَّنْ أَقَرَّ بِالتَّوْحِيدِ وَشَهِدَ لَهُ بِالْبَلَاغِ، وَيَذْبَحُ الْآخَرَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ.

### حدیث کا صحیح مطلب:

اس حدیث میں اس بات کی صراحت نہیں ہے کہ حضور اقدس ﷺ اپنے اہل و عیال کی طرف سے جو قربانی فرماتے تھے وہ گھر والوں کی واجب قربانی ہی ہوتی تھی، بلکہ اس حدیث کا درست مطلب یہی ہے کہ قربانی تو حضور اقدس ﷺ ہی کی جانب سے ہوا کرتی تھی البتہ اس کے ثواب میں اپنے گھر والوں کو بھی شریک فرمایا کرتے تھے کہ ان کو بھی ایصالِ ثواب کر دیا کرتے، اور یہ صورت بالکل جائز ہے۔

اس حدیث کا یہ مطلب مراد لینے کی ایک بڑی وجہ تو یہ ہے کہ اس صورت میں اس کا دیگر دلائل اور شرعی اصول سے ٹکراؤ پیدا نہیں ہوتا جن کی تفصیل ما قبل میں بیان ہو چکی، دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ اسی روایت میں یہ الفاظ بھی ہے کہ حضور اقدس ﷺ اپنی امت کی طرف سے بھی قربانی کیا کرتے تھے، تو اس سے واضح طور پر

قربانی کس پر واجب ہے؟

معلوم ہو جاتا ہے کہ امت کی طرف سے قربانی کرنے کا مقصد سوائے ثواب پہنچانے کے اور کیا ہو سکتا ہے؟؟ تو اسی طرح ازواجِ مطہرات کی جانب سے کی جانے والی قربانی کا مقصد بھی یہی ہے۔

حضور اقدس ﷺ کا اپنی امت کی طرف سے قربانی کرنے سے متعلق چند مزید روایات ملاحظہ فرمائیں:

1- حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ذبح (یعنی قربانی) کے دن دو سینگوں والے خصی دنبے ذبح کرنے چاہے تو ان کو قبلہ رخ کیا اور پھر یہ دعا پڑھی:

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَلَىٰ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

پھر فرمایا کہ: ”اے اللہ! یہ قربانی تیری طرف سے ہے اور خالص تیری ہی رضا کے لیے ہے، تو اس کو محمد اور اس کی امت کی جانب سے قبول فرما۔“ اس کے بعد آپ ﷺ نے ذبح فرمایا۔

• سنن ابی داؤد میں ہے:

2797- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ذَبَحَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مُوجَّأَيْنِ، فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قَالَ: «إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَلَىٰ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اللَّهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ، بِاسْمِ اللَّهِ وَاللَّهِ أَكْبَرُ»، ثُمَّ ذَبَحَ.

2- مسند احمد کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے دنبہ اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور یوں فرمایا کہ: ”بِسْمِ اللَّهِ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، اے اللہ! یہ قربانی میری جانب سے ہے اور میری امت کے ہر اس فرد کی طرف سے ہے جس نے قربانی نہیں کی۔“

14837- عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو: أَخْبَرَنِي مَوْلَايَ الْمُظَلِّبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عِيدَ الْأَضْحَى، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَتَى بِكَبْشٍ فَذَبَحَهُ فَقَالَ: «بِسْمِ اللَّهِ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُمَّ إِنَّ هَذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَمْ يُصَحَّ مِنْ أُمَّتِي».

کیا ان روایات کی رو سے کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ چوں کہ حضور اقدس ﷺ نے امت کی طرف سے بھی قربانی فرمادی ہے جس کے نتیجے میں سب کی طرف سے واجب قربانی ادا ہوگئی، اس لیے اب امت میں سے کسی کو بھی قربانی کرنے کی ضرورت نہیں، ظاہر ہے کہ یہ بات ہر گز درست نہیں کیوں کہ ایک تو یہ شرعی دلائل کے بھی خلاف ہے، دوم یہ کہ پھر تو قربانی سے متعلق قرآن و سنت کی تعلیمات کا عدم اور بے معنی قرار پائیں گی اور قربانی جیسی عظیم عبادت معطل ہو کر رہ جائے گی، معاذ اللہ۔ اس لیے جب امت کی طرف سے قربانی کرنے کی صورت میں ایصالِ ثواب ہی کا معنی مراد لیا جاتا ہے تو گھر والوں کی طرف سے قربانی کرنے کی صورت میں بھی ایصالِ ثواب ہی مراد لیا جائے گا، جیسا کہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے:

قَالَ ابْنُ بَطَالٍ فِي «الْمَعَارِزِي» لِلْبُخَارِيِّ: عَنْ بُرَيْدَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ بَعَثَ عَلِيًّا إِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِيَقْبُضَ الْخُمْسَ، فَقَدِمَ مِنْ سَعَايَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «بِمَا أَهَلَّلْتَ يَا عَلِيُّ؟» قَالَ: بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. قَالَ: «فَاهِدِ وَامْكُثْ حَرَامًا كَمَا كُنْتَ»، قَالَ: فَأَهْدِي لَهُ عَلِيَّ هَدِيَا، قَالَ: فَهَذَا تَفْسِيرُ قَوْلِهِ: «وَأَشْرَكَهُ فِي الْهَدْيِ» أَنَّ الْهَدْيَ الَّذِي أَهْدَاهُ عَلِيُّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَجَعَلَ لَهُ ثَوَابَهُ فَيَحْتَمَلُ أَنْ يَفْرُدَهُ بِثَوَابِ ذَلِكَ الْهَدْيِ، كُلُّهُ فَهُوَ شَرِيكَ لَهُ فِي هَدْيِهِ؛ لِأَنَّهُ أَهْدَاهُ عَنْهُ تَطَوُّعًا مِنْ مَالِهِ، وَيَحْتَمَلُ أَنْ يَشْرَكَهُ فِي ثَوَابِ هَدْيِ وَاحِدٍ يَكُونُ بَيْنَهُمَا، كَمَا ضَحَى ﷺ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ بِكَبْشٍ، وَعَمَّنْ لَمْ يَضَحْ مِنْ أُمَّتِهِ وَأَشْرَكَهُمْ فِي ثَوَابِهِ، وَيَجُوزُ الْإِشْتِرَاكُ فِي هَدْيِ التَّطَوُّعِ.

(بَابُ الْإِشْتِرَاكِ فِي الْهَدْيِ وَالْبُدْنِ)

اس بحث کی تفصیل ”اعلاء السنن“ میں ملاحظہ فرمائیں۔

## مبین الرحمن

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی